The Study of Religion and History

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4 No.1 2026

ISSN P : 3006-3329
ISSN E : 3006-3337

سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں تعلیمی مسائل کا حل

Irfan Aslam
Mphil Scholar Miu Nerian Shareef Ajk.
Dr Asim Iqbal
Assistant professor,Department of Islamic studies ,mohi-ud-din Islamic uniersty nerain sharif Ajk
Email.asimiqbal@miu.edu.pk

خلاصہ(Abstract)

یہ تحقیقی مقالہ سیرت النبی ﷺ کے تعلیمی منہج کو بنیاد بنا کر عصر حاضر کے تعلیمی مسائل کا تفصیلی تجزیہ پیش کرتا ہے۔ مقالے میں قرآن وحدیث کی روشنی میں تعلیم کے مقاصد، اساتذہ کے کردار، نصاب کی تشکیل، اور طلبہ کی تربیت کے اصولوں کا جائزہ لیا گیا ہے۔ خاص طور پر موجودہ تعلیمی بحران — اخلاقی زوال، مقصدیت کا فقدان، علم وعمل کے درمیان خلیج، استاد وشاگرد کے تعلق میں کمی، اور جدید تعلیمی نظام میں روحانیت کی عدم موجودگی — کو سیرت کے عملی نمونوں کی روشنی میں حل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ یہ مقالہ ثابت کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا تعلیمی منہج نہ صرف اپنے زمانے میں مکمل اور جامع تھا بلکہ آج کے جدید تقاضوں کے مطابق بھی مکمل طور پر قابلِ اطلاق ہے۔

سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں تعلیمی مسائل کا حل ایک جامع اور متوازن رہنمائی فراہم کرتا ہے، جس میں علم کے ساتھ کردار سازی اور اخلاقی تربیت کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ نبی کریم ﷺ نے تعلیم کو محض معلومات تک محدود نہیں رکھا بلکہ اسے عملی زندگی، اخلاق اور معاشرتی اصلاح کے ساتھ جوڑا۔ موجودہ تعلیمی نظام کے مسائل جیسے اخلاقی زوال، مقصدیت کی کمی اور تربیت کا فقدان، سیرت طیبہ کی روشنی میں مؤثر طور پر حل کیے جاسکتے ہیں۔ اس تناظر میں سیرت النبی ﷺ ایک مکمل اور قابلِ عمل تعلیمی ماڈل پیش کرتی ہے۔

کلیدی الفاظ۔

سیرت النبی ﷺ، تعلیمی نظام، کردار سازی، اخلاقی تربیت، تعلیمی مسائل، اصلاحِ تعلیم، اسلامی تعلیمات، تربیتی اصول

تمہید

اسلام میں تعلیم کو عبادت اور انسانی فلاح کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ قرآن مجید کی پہلی وحی اس حقیقت کی واضح دلیل ہے:

"اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ"

(العلق: 1)

یہ آیت اس امر کی نشاندہی کرتی ہے کہ اسلام نے سب سے پہلے علم اور تعلیم کو انسانی ترقی کی بنیاد بنایا۔ لفظ "اقرأ" (پڑھ) کا حکم صرف پڑھنے تک محدود نہیں بلکہ یہ غور و فکر، تحقیق، اور علم کے حصول کے لیے ایک جامع راہنما اصول ہے۔ اس آیت میں "باسم ربک" (اپنے رب کے نام سے پڑھ) کا اضافہ اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ علم کا حصول اللہ کی رضا اور اس کی وحدانیت کے ادراک کے لیے ہونا چاہیے۔

رسول اللہ ﷺ کی پوری زندگی ایک کھلی کتاب ہے جس میں تعلیم وتربیت کے ہر پہلو کو عملی شکل میں دیکھا جاسکتا ہے۔ آپ ﷺ نے نہ صرف الفاظ سے تعلیم دی بلکہ اپنے کردار، اپنے اخلاق، اور اپنے عملی نمونوں سے پوری امت کو تعلیم وتربیت کا وہ منہج عطا کیا جو قیامت تک انسانیت کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ آج جب امت مسلمہ تعلیمی

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4 No.1 2026

ISSN P : 3006-3329
ISSN E : 3006-3337

زوال کا شکار ہے، مغربی تعلیمی ماڈلز کی اندھی تقلید کے باعث اپنی شناخت کھو رہی ہے، تو ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم سیرت طیبہ کی طرف رجوع کریں اور اس سے تعلیمی مسائل کا حل تلاش کریں۔

مسئلۂ تحقیق

موجودہ تعلیمی نظام میں کئی بنیادی مسائل موجود ہیں۔ یہ مسائل صرف پاکستان یا بھارت جیسے ممالک تک محدود نہیں بلکہ پوری امت مسلمہ کے تعلیمی نظام میں پائے جاتے ہیں:

اخلاقی تربیت کا فقدان: جدید تعلیم میں کردار سازی کو نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ طلبہ میں ایمانداری، دیانت داری، حسنِ اخلاق، اور ذمہ داری جیسی اسلامی اقدار کا فقدان ہے۔

اساتذہ کی غیر مؤثر تربیت: اساتذہ کو صرف علمی قابلیت کے مطابق منتخب کیا جاتا ہے مگر ان کی اخلاقی، روحانی، اور عملی تربیت پر توجہ نہیں دی جاتی۔

نصاب میں توازن کا فقدان: موجودہ نصاب میں دنیوی علوم اور دینی علوم میں عدم توازن ہے۔ ایک طرف دینی مدارس میں جدید علوم کا فقدان ہے تو دوسری طرف جدید تعلیمی اداروں میں دینی اور اخلاقی تعلیم کا فقدان ہے۔

استاد و شاگرد کے تعلق کا زوال: روایتی اسلامی معاشرے میں استاد و شاگرد کا تعلق محبت، احترام، اور شفقت پر مبنی تھا، مگر آج یہ تعلق صرف کاروباری اور رسمی ہو کر رہ گیا ہے۔

مقصدیت کا فقدان: جدید تعلیم کا مقصد صرف ڈگری حاصل کرنا اور نوکری حاصل کرنا بن چکا ہے، جبکہ اسلامی تعلیم کا مقصد "عبد صالح" اور "خلیفۃ اللہ فی الارض" کی تربیت ہے۔

علم و عمل کے درمیان خلیج: آج کا طالب علم معلومات تو بہت حاصل کر لیتا ہے مگر ان معلومات کو عملی زندگی میں ڈھالنے سے قاصر ہے۔

مقاصدِ تحقیق

سیرت النبی ﷺ کے تعلیمی اصولوں کی تفصیلی وضاحت اور ان کا تجزیہ

موجودہ تعلیمی مسائل کا گہرائی سے تجزیہ اور ان کی جڑوں تک رسائی

سیرت طیبہ کی روشنی میں قابلِ عمل اور عصری تقاضوں سے ہم آہنگ حل پیش کرنا

استاد، طالب علم، نصاب، اور تعلیمی ماحول کے اسلامی اصولوں کا تعین

جدید تعلیمی نفسیات اور سیرت کے تعلیمی اصولوں کا تقابلی جائزہ

سیرت النبی ﷺ کا تعلیمی منہج

رسول اللہ ﷺ نے تعلیم کو تدریج، حکمت، عملی مثال، فرد کی نفسیات کے مطابق، اور مواقع کے لحاظ سے پیش کیا۔ آپ ﷺ کا تعلیمی منہج درج ذیل بنیادی اصولوں پر مشتمل تھا:

تدریج کا اصول (Gradualism)

آپ ﷺ نے تعلیم کو بتدریج نازل کیا۔ شرعی احکام کو ایک ساتھ نازل کرنے کے بجائے موقع و محل کے مطابق، لوگوں کی استعداد کے مطابق نازل کیا۔ اسی طرح تعلیم میں بھی آپ ﷺ کا طریقہ یہ تھا کہ پہلے عقائد کی اصلاح، پھر عبادات، پھر معاملات، اور پھر اخلاقیات کی تعلیم دی۔

حکمت کا اصول (Wisdom)

آپ ﷺ ہر شخص کو اس کی عقل، فہم، اور استعداد کے مطابق تعلیم دیتے تھے۔ ایک ہی مسئلہ کو مختلف لوگوں کے لیے مختلف انداز میں بیان فرماتے۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4 No.1 2026

ISSN P : 3006-3329
ISSN E : 3006-3337

عملی نمونہ کا اصول(Role Model)

آپ ﷺ نے کبھی بھی صرف زبانی تعلیم پر اکتفا نہیں کیا بلکہ خود عملاً اس پر عمل کر کے دکھایا۔ نماز، حج، روزہ، زکات، اور معاملات کی تعلیم عملی طور پر دی۔

انفرادیت کا اصول(Individualization)

آپ ﷺ ہر فرد کو اس کی صلاحیتوں، رجحانات، اور نفسیات کے مطابق تعلیم دیتے تھے۔ معاذ بن جبلؓ کو یمن بھیجتے وقت الگ انداز میں تعلیم دی، اور دوسرے صحابہ کو الگ انداز میں۔

موقع و محل کی مناسبت(Contextualization)

آپ ﷺ ہر موقع پر مناسب تعلیم دیتے تھے۔ جب کوئی شخص گناہ کرتا تو اس کی توبہ کا راستہ بتاتے، جب کوئی نیکی کرتا تو اس کی حوصلہ افزائی کرتے۔

سوال و جواب کا انداز(Interactive Method)

آپ ﷺ اکثر صحابہ سے سوال کر کے ان کی توجہ حاصل کرتے اور پھر جواب دے کر تعلیم دیتے تھے۔

"إنما بعثت معلماً"

(سنن ابن ماجہ، کتاب السنۃ)

یہ حدیث اس بات کی وضاحت کرتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بنیادی حیثیت ایک معلم کی تھی۔ "إنما" کا لفظ حصر کے لیے ہے، یعنی آپ ﷺ کی بعثت کا مقصد محض ایک معلم ہونا تھا۔ یہ تعلیم صرف کتاب و سنت کی تعلیم تک محدود نہیں بلکہ اس میں عملی تربیت، اخلاقی اصلاح، اور روحانی تطہیر شامل ہے۔

آپ ﷺ نے معاشرے کی اصلاح کا آغاز تعلیم سے کیا۔ مکہ کے 13 سال تعلیم و تربیت پر مشتمل تھے جہاں عقائد کی بنیاد رکھی گئی۔ مدینہ منورہ میں پہلا کام مسجد نبوی کی تعمیر تھا جو ایک جامع تعلیمی مرکز تھا۔ اس حدیث سے یہ اصول اخذ ہوتا ہے کہ اسلامی معاشرے کی تعمیر کا پہلا قدم تعلیمی اصلاح ہے۔ جدید دور میں بھی تعلیمی ادارے سماجی تبدیلی کا سب سے مؤثر ذریعہ سمجھے جاتے ہیں۔ اگر تعلیمی ادارے درست ہو جائیں تو پورا معاشرہ درست ہو جاتا ہے۔

یہ حدیث اساتذہ کے لیے بھی ایک عظیم پیغام ہے کہ وہ اپنے پیشے کو صرف ایک نوکری نہ سمجھیں بلکہ ایک نبوی مشن سمجھیں۔ استاد دراصل نبی ﷺ کے وارث ہوتے ہیں۔

موجودہ تعلیمی مسائل

اخلاقی زوال: تعلیم کا سب سے بڑا بحران

"إنما بعثت لأتمم مكارم الأخلاق"

(موطأ امام مالک)

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے اپنی بعثت کا مقصد بیان فرمایا کہ وہ اخلاق کے حسن کو مکمل کرنے کے لیے بھیجے گئے ہیں۔ لفظ "مکارم الاخلاق" میں "مکارم" اعلیٰ ترین اور بہترین اخلاق کو ظاہر کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی بعثت کا مقصد اخلاقی اصلاح تھا۔

اس حدیث سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ تعلیم اگر اخلاق سے خالی ہو تو وہ ادھوری ہے۔ موجودہ تعلیمی نظام میں علمی مہارت تو پیدا کی جا رہی ہے مگر کردار سازی کو نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ جدید تعلیم میں طلبہ کو تو ڈاکٹر، انجینئر، بینکر، وکیل بنانا سکھایا جاتا ہے مگر ایماندار، امین، صادق، اور متقی انسان بنانا نہیں سکھایا جاتا۔ اس کے نتیجے میں معاشرتی بدعنوانی اور بد اخلاقی میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگ بھی رشوت لیتے ہیں، جھوٹ بولتے ہیں، دھوکہ دیتے ہیں، اور معاشرتی ذمہ داریوں سے فرار اختیار کرتے ہیں۔

اسلامی تعلیم کا بنیادی مقصد "تزکیہ" (نفس کی اصلاح) ہے۔ قرآن میں فرمایا:

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4 No.1 2026

ISSN P : 3006-3329
ISSN E : 3006-3337

"هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ"

(الجمعہ: 2)

اس آیت میں تزکیہ (نفس کی اصلاح) کو تعلیم کتاب و حکمت سے پہلے ذکر کیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی تعلیم کا پہلا مرحلہ اخلاقی و روحانی تربیت ہے۔ جب تک طالب علم کا نفس پاک نہ ہو، علم اس کے لیے باعثِ برکت نہیں بلکہ باعثِ فساد بن سکتا ہے۔

اخلاقی زوال کا ایک اور پہلو یہ ہے کہ جدید تعلیم میں حسد، بغض، تکبر، اور خود غرضی جیسی اخلاقی برائیوں کو روکنے کا کوئی نظام نہیں۔ جبکہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

"لا یؤمن أحدکم حتی یحب لأخیہ ما یحب لنفسہ"

(صحیح بخاری)

یہ حدیث بتاتی ہے کہ ایمان کا تقاضا ہے کہ انسان دوسروں کے لیے وہی پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔ یہی وہ اخلاقی اصول ہے جو معاشرے سے حسد، بغض، اور خود غرضی کو ختم کر سکتا ہے۔

استاد اور شاگرد کا تعلق: محبت سے کاروبار تک

"لیس منا من لم یرحم صغیرنا ویوقر کبیرنا"

(سنن ترمذی)

یہ حدیث تعلیمی ماحول میں احترام اور شفقت کی اہمیت کو واضح کرتی ہے۔ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ وہ ہم میں سے نہیں جو چھوٹے پر شفقت نہ کرے اور بڑے کا احترام نہ کرے۔ اس حدیث میں "صغیر" سے مراد نہ صرف عمر میں چھوٹے بلکہ علم میں، مرتبے میں، اور حیثیت میں چھوٹے بھی ہیں۔ "کبیر" سے مراد نہ صرف عمر میں بڑے بلکہ علم میں، مرتبے میں، اور حیثیت میں بڑے بھی ہیں۔

جب استاد شاگرد پر شفقت کرے اور شاگرد استاد کا احترام کرے تو سیکھنے کا عمل مؤثر ہو جاتا ہے۔ آج کل کے تعلیمی اداروں میں استاد اور شاگرد کا تعلق کاروباری ہو گیا ہے۔ استاد صرف تنخواہ کے لیے پڑھاتا ہے اور شاگرد صرف ڈگری کے لیے پڑھتا ہے۔ اس تعلق میں محبت، شفقت، اور احترام کا فقدان ہے۔

رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے خود بچوں پر شفقت فرمائی۔ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نماز پڑھاتے وقت جب بچہ روتا تو نماز ہلکی کر دیتے۔ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اپنے نواسوں کو کندھے پر بٹھاتے تھے۔ یہ شفقت کا عملی نمونہ ہے۔ اسی طرح صحابہ کرامؓ نے آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا بے پناہ احترام کیا۔ وہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے سامنے اونچی آواز میں بات نہیں کرتے تھے۔ جب آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خطاب فرماتے تو سب خاموش ہو جاتے۔ یہ احترام کا عملی نمونہ ہے۔

جدید تعلیمی نفسیات بھی اس بات کی تصدیق کرتی ہے کہ جہاں استاد اور شاگرد کے درمیان محبت اور اعتماد کا تعلق ہوتا ہے، وہاں سیکھنے کا عمل زیادہ مؤثر ہوتا ہے۔

رٹہ سسٹم: تفکر کا فقدان

"أفلا یتدبرون القرآن"

(النساء: 82)

یہ آیت تفکر اور تدبر کی دعوت دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "کیا وہ قرآن میں غور و فکر نہیں کرتے؟" اس آیت میں "تدبر" کا لفظ ہے جو گہرائی سے غور کرنے، سوچنے، اور معنی کو سمجھنے پر دلالت کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام اندھی تقلید اور رٹہ سسٹم کے بجائے فکری گہرائی کو فروغ دیتا ہے۔ موجودہ تعلیمی نظام میں رٹہ سسٹن کا رواج عام ہے۔ طلبہ کو سمجھانے کے بجائے رٹا لگا دیا جاتا ہے۔ امتحانات میں بھی وہی سوالات پوچھے جاتے ہیں جو رٹے گئے ہوں۔ رٹہ سسٹم کی وجہ سے طلبہ میں تنقیدی سوچ (critical thinking)، تجزیہ (analysis)، اور ترکیب (synthesis) کی صلاحیتیں پیدا نہیں ہو پاتیں۔ وہ صرف معلومات جمع کر لیتے ہیں مگر ان معلومات کو عملی زندگی میں استعمال کرنے سے قاصر رہتے ہیں۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4 No.1 2026

ISSN P : 3006-3329
ISSN E : 3006-3337

رسول اللہ ﷺ نے بھی صحابہ کو صرف پڑھنے پر نہیں بلکہ سمجھنے اور غور کرنے کی تعلیم دی۔ آپ ﷺ فرماتے تھے:

"نضر اللہ امرأ سمع منا حدیثا فحفظه حتى يبلغه"

(سنن ترمذی)

اس حدیث میں "فَحَفِظَهُ" سے مراد صرف یاد کرنا نہیں بلکہ اسے سمجھنا اور اس پر عمل کرنا ہے۔ اسلامی تعلیم کا مقصد "فقیہ" (سمجھنے والا) پیدا کرنا ہے، نہ کہ صرف "حافظ" (یاد کرنے والا)۔ قرآن میں فرمایا:

"لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ"

(التوبہ: 122)

یعنی وہ دین میں گہری سمجھ حاصل کریں۔ اس لیے تعلیمی نظام میں تفکر، تدبر، اور فقہ (گہری سمجھ) کو فروغ دینا ضروری ہے۔

تعلیم میں صنفی تفریق کا فقدان

موجودہ تعلیمی نظام میں لڑکوں اور لڑکیوں کی تعلیم میں کوئی فرق نہیں کیا جاتا۔ جبکہ اسلام نے مرد اور عورت کی فطرت اور ذمہ داریوں میں فرق کو مد نظر رکھتے ہوئے تعلیم کی راہنمائی فرمائی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"طلب العلم فريضة على كل مسلم"

(سنن ابن ماجہ)

اس حدیث میں "کل مسلم" سے مراد مرد اور عورت دونوں ہیں۔ لیکن تعلیم کا مواد، ماحول، اور مقصد مرد و عورت کے لیے مختلف ہو سکتا ہے۔

آج کے تعلیمی اداروں میں مخلوط تعلیم (co-education) کے باعث بے شمار اخلاقی مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔ جبکہ رسول اللہ ﷺ نے مردوں اور عورتوں کے لیے الگ الگ مجالس قائم فرمائیں۔ مسجد نبوی میں مردوں کی صفیں آگے اور عورتوں کی صفیں پیچھے تھیں۔ عورتوں کے لیے الگ تعلیمی حلقے تھے۔

سیرت کی روشنی میں تعلیمی مسائل کا حل

استاد کا مقام: تعلیم کو مشن بنانا

"العلماء ورثة الأنبياء"

(سنن ابی داؤد، ترمذی)

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے علماء کو انبیاء کا وارث قرار دیا ہے۔ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے علماء نے فرمایا کہ انبیاء کا سب سے بڑا وصف نبوت اور رسالت ہے، اور ان کا سب سے بڑا کام تعلیم و تربیت تھا۔ چونکہ علماء بھی یہی کام کرتے ہیں، اس لیے وہ انبیاء کے وارث ہیں۔

"ورثہ" (وارث) ہونے کا مطلب یہ ہے کہ علماء انبیاء کے علم، ان کے کام، ان کے منہج، اور ان کی ذمہ داریوں کے وارث ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تعلیم کا منصب محض ایک پیشہ نہیں بلکہ ایک مقدس ذمہ داری ہے۔ استاد کا کردار صرف معلومات کی فراہمی تک محدود نہیں بلکہ وہ اخلاقی اور روحانی رہنما بھی ہوتا ہے۔ استاد دراصل ایک "مربی" ہوتا ہے، نہ کہ صرف "معلم"۔

اگر اساتذہ اس تصور کو اپنائیں تو تعلیمی اداروں کا ماحول یکسر بدل سکتا ہے۔ استاد جب یہ سمجھے گا کہ وہ انبیاء کا وارث ہے تو وہ اپنی ذمہ داری کو سنجیدگی سے لے گا۔ وہ صرف تنخواہ کے لیے نہیں پڑھائے گا بلکہ طلبہ کی تربیت کو اپنی زندگی کا مقصد بنائے گا۔

استاد کی ذمہ داریوں میں درج ذیل امور شامل ہیں:

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4 No.1 2026

ISSN P : 3006-3329
ISSN E : 3006-3337

علم کی صحیح بنیادوں پر منتقلی: استاد کو چاہیے کہ وہ علم کو اس کی صحیح بنیادوں کے ساتھ طلبہ تک پہنچائے۔

اخلاقی تربیت: استاد کا فرض ہے کہ وہ طلبہ کی اخلاقی تربیت کرے، انہیں سچائی، ایمانداری، دیانت داری، اور حسنِ اخلاق سکھائے۔

کردار کا نمونہ: استاد خود اپنے کردار سے طلبہ کے لیے نمونہ ہو۔ طلبہ استاد کو دیکھ کر سیکھتے ہیں۔

انفرادی توجہ: استاد کو چاہیے کہ وہ ہر طالب علم کی صلاحیتوں، رجحانات، اور مسائل کو سمجھے اور اس کے مطابق توجہ دے۔

دعا: استاد کو اپنے طلبہ کے لیے دعا کرنی چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "دعوة المعلم للتلميذ مستجابة" (استاد کی طالب علم کے لیے دعا قبول ہوتی ہے۔

عملی تعلیم: صرف زبانی تعلیم کافی نہیں

"صلوا كما رأيتموني أصلي"

(صحیح بخاری)

یہ حدیث عملی تعلیم کے اصول کو واضح کرتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے نماز کو صرف زبانی ہدایات سے نہیں بلکہ عملی نمونہ پیش کر کے سکھایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "نماز پڑھو جیسا کہ تم نے مجھے پڑھتے دیکھا ہے۔" اس اصول کو جدید تعلیم میں demonstration method (مظاہرہ کا طریقہ) کہا جاتا ہے۔ یہ طریقہ تعلیم کا سب سے مؤثر طریقہ ہے کیونکہ انسان دیکھ کر زیادہ جلدی سیکھتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے حج کی تعلیم بھی اسی طرح دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تم لوگ اپنے حج کے طریقے مجھ سے سیکھو۔" چنانچہ آپ ﷺ نے حج کیا اور صحابہ کو بتایا کہ حج کے مناسک کیسے ادا کرنے ہیں۔

عملی تعلیم کی اہمیت اس لیے بھی ہے کہ اس سے علم اور عمل کے درمیان خلیج ختم ہو جاتی ہے۔ آج کا تعلیمی نظام صرف نظری علم پر زور دیتا ہے، عملی تربیت پر نہیں۔

طالب علم تو نظری طور پر جانتا ہے کہ ایمانداری کیا ہے مگر عملی طور پر ایماندار نہیں بن پاتا۔

اسلامی تعلیم میں "علم" اور "عمل" کو الگ نہیں کیا گیا۔ قرآن میں فرمایا:

"إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ"

(فاطر: 28)

یعنی اللہ سے اس کے بندوں میں سے وہی ڈرتے ہیں جو علم رکھتے ہیں۔ یہاں "علماء" سے مراد وہ ہیں جن کا علم ان کے عمل میں تبدیل ہو گیا ہو۔

جدید تعلیمی نظام میں عملی تعلیم کو فروغ دینے کے لیے درج ذیل اقدامات کیے جا سکتے ہیں:

انٹرن شپ پروگرام: طلبہ کو عملی زندگی کے لیے تیار کرنے کے لیے انٹرن شپ کے مواقع فراہم کیے جائیں۔

لیبارٹریز اور ورکشاپس: ہر مضمون کے لیے لیبارٹریز اور ورکشاپس کا اہتمام کیا جائے جہاں طلبہ عملاً سیکھ سکیں۔

فیلڈ ورک: طلبہ کو فیلڈ میں لے جا کر عملی تربیت دی جائے۔

کردار سازی پروگرام: طلبہ کی کردار سازی کے لیے عملی پروگرام منعقد کیے جائیں

انفرادی تربیت: ہر فرد کی صلاحیت کے مطابق

واقعہ معاذ بن جبلؓ جب رسول اللہ ﷺ نے معاذ بن جبلؓ کو یمن بھیجا تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا:

"إنك تأتي قوماً من أهل الكتاب، فليكن أول ما تدعوهم إليه شهادة أن لا إله إلا الله"...

(صحیح بخاری)

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4 No.1 2026

ISSN P : 3006-3329
ISSN E : 3006-3337

اس واقعے سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر فرد کی صلاحیت، ذہنی سطح، اور فہم کے مطابق ذمہ داری دیتے تھے۔ معاذ بن جبلؓ نہایت ذہین، فہیم، اور عالم صحابی تھے۔ آپ ﷺ نے انہیں یمن جیسی اہم ذمہ داری دی۔ اس کے برعکس جب ایک عام بدوی شخص آیا اور اس نے سادہ سے سوالات پوچھے تو آپ ﷺ نے اسے اس کی سطح کے مطابق جواب دیا۔ یہ انفرادی تربیت کا اصول ہے۔

یہ اصول آج کے individualized learning یا personalized learning کے عین مطابق ہے۔ جدید تعلیمی نفسیات بھی یہی کہتی ہے کہ ہر طالب علم کی سیکھنے کی صلاحیت، رفتار، اور انداز مختلف ہوتا ہے۔ ایک ہی کلاس میں بیٹھے ہوئے طلبہ میں سے کچھ تیز سیکھتے ہیں، کچھ آہستہ، کچھ بصری انداز میں سیکھتے ہیں، کچھ سمعی انداز میں، کچھ عملی انداز میں۔ انفرادی تربیت کے لیے درج ذیل اقدامات کیے جاسکتے ہیں:

صلاحیتوں کی نشاندہی: ہر طالب علم کی خصوصی صلاحیتوں کی نشاندہی کی جائے۔

انفرادی رہنمائی: ہر طالب علم کو اس کی ضرورت کے مطابق انفرادی رہنمائی فراہم کی جائے۔

گروپ بندی: طلبہ کو ان کی صلاحیتوں کے مطابق گروپس میں تقسیم کیا جائے۔

مختلف اسائنمنٹس: ہر طالب علم کو اس کی صلاحیت کے مطابق مختلف اسائنمنٹس دیے جائیں۔

خصوصی تعلیم: خصوصی ضروریات والے طلبہ کے لیے خصوصی تعلیم کا انتظام کیا جائے۔

سوال وجواب کا انداز: تعلیم کو دلچسپ بنانا

رسول اللہ ﷺ اکثر صحابہ سے سوال کرکے ان کی توجہ حاصل کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے صحابہ سے پوچھا:

"أتدرون ما الغيبة؟"

قالوا: الله ورسوله أعلم.

قال: "ذكرك أخاك بما يكره"

(صحیح مسلم)

یہ انداز تعلیم کو دلچسپ اور مؤثر بناتا ہے۔ جب استاد سوال کرتا ہے تو طالب علم کا ذہن فعال ہوجاتا ہے۔ وہ جواب تلاش کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس سے اس کی علمی صلاحیتیں پروان چڑھتی ہیں۔

جدید تعلیمی نفسیات میں اسے Socratic Method کہا جاتا ہے۔ یہ طریقہ تنقیدی سوچ (critical thinking) اور تجزیہ (analysis) کی صلاحیتوں کو فروغ دیتا ہے

تعلیمی ماحول کی تشکیل: مسجد نبوی کا نمونہ

مسجد نبوی میں تعلیم، عبادت، اور تربیت ایک ساتھ چلتی تھی۔ مسجد نبوی صرف نماز کی جگہ نہیں تھی بلکہ یہ ایک جامع تعلیمی مرکز تھا۔

مسجد نبوی کے تعلیمی ماحول کی خصوصیات درج ذیل تھیں:

عبادت اور تعلیم کا امتزاج: مسجد نبوی میں نماز کے بعد تعلیم کا سلسلہ ہوتا تھا۔ صحابہ کرامؓ نماز پڑھتے، پھر رسول اللہ ﷺ سے علم حاصل کرتے۔ اس طرح تعلیم عبادت کا حصہ بن گئی تھی۔

حلقہ درسی: مسجد نبوی میں تعلیم کے حلقے بنے ہوتے تھے۔ ہر صحابی اپنے علم کے مطابق حلقہ لگاتا تھا۔

اجتماعی تعلیم: مسجد نبوی میں تعلیم اجتماعی طور پر دی جاتی تھی۔ اس سے اخوت، محبت، اور بھائی چارے کا جذبہ پیدا ہوتا تھا۔

مردوں اور عورتوں کے الگ حلقے: مسجد نبوی میں مردوں کے لیے الگ اور عورتوں کے لیے الگ تعلیمی حلقے تھے۔

The Study of Religion and History

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4 No.1 2026

ISSN P : 3006-3329
ISSN E : 3006-3337

خوش گوار ماحول: مسجد نبوی میں تعلیم کا ماحول کھلا اور غیر رسمی تھا۔ صحابہ کرامؓ بے تکلفی سے سوال کرتے تھے۔

آج کے تعلیمی اداروں میں یہ خصوصیات پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ تعلیمی اداروں کو صرف علم کی جگہ نہیں بلکہ عبادت، اخلاقی تربیت، اور کردار سازی کا مرکز بنایا جائے۔

اسلامی اور جدید تعلیمی نظریات کا تقابل

پہلو اسلامی تعلیمی نظریہ جدید تعلیمی نظریہ

مقصد عبد صالح اور خلیفۃ اللہ کی تربیت ڈگری حاصل کرنا، نوکری کرنا

بنیاد وحی الٰہی (قرآن و سنت) انسانی عقل اور تجربہ

کردار سازی مرکزی حیثیت ثانوی حیثیت

استاد کا مقام انبیاء کا وارث، مربی معلومات فراہم کرنے والا

(علم کی نوعیت نفع بخش علم (علم نافع) کوئی بھی علم

تزکیہ تعلیم کا لازمی جزو غیر ضروری

اخلاقیات تعلیم کا مقصد الگ مضمون

عملی تربیت تعلیم کا لازمی حصہ صرف بعض مضامین میں

انفرادیت ہر فرد کی صلاحیت کے مطابق ایک جیسا نصاب، ایک جیسی تعلیم

جدید تعلیمی نظریات کا بنیادی فلسفہ یہ ہے کہ علم انسان کے تجربے اور عقل کا نتیجہ ہے۔ اس کے مطابق تعلیم کا مقصد انسان کو خود مختار بنانا ہے جو اپنی عقل سے فیصلے کر سکے۔ اسلامی تعلیمی نظریہ کے مطابق علم کی بنیاد وحی الٰہی ہے۔ انسانی عقل وحی کے تابع ہے، اس کی نائب نہیں۔ تعلیم کا مقصد انسان کو اللہ کا عبد اور زمین پر اس کا خلیفہ بنانا ہے۔ جدید تعلیم میں کردار سازی کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔ اسلامی تعلیم میں کردار سازی مرکزی حیثیت رکھتی ہے۔ جدید تعلیم میں استاد صرف معلومات فراہم کرنے والا ہے، جبکہ اسلامی تعلیم میں استاد انبیاء کا وارث اور مربی ہے۔

جدید تعلیم میں ہر علم کو یکساں اہمیت دی جاتی ہے، خواہ وہ نافع ہو یا غیر نافع۔ اسلامی تعلیم میں صرف "علم نافع" (وہ علم جو انسان کی دنیا اور آخرت سنوارے) کی اہمیت ہے۔

جدید تعلیم میں تزکیہ (نفس کی اصلاح) کو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی، جبکہ اسلامی تعلیم میں تزکیہ تعلیم کا پہلا اور اہم ترین مرحلہ ہے۔

ان دونوں نظریات کے درمیان تطبیق کی ضرورت ہے۔ ہم جدید تعلیم کے مفید عناصر (جیسے ٹیکنالوجی، تحقیق، جدید علوم) کو اسلامی تعلیمی فلسفے کے تحت استعمال کر سکتے ہیں۔

نصاب سازی میں سیرت کا کردار

نصاب اسلامی تعلیمی نظام کی روح ہے۔ سیرت النبی ﷺ نصاب سازی کے لیے درج ذیل رہنما اصول فراہم کرتی ہے:

توازن کا اصول

رسول اللہ ﷺ نے دنیوی اور دینی علوم میں توازن قائم کیا۔ صحابہ کرامؓ مسجد نبوی میں قرآن و حدیث سیکھتے تھے، ساتھ ہی تجارت، زراعت، اور دفاع جیسے دنیوی علوم بھی سیکھتے تھے۔ نصاب میں قرآن، حدیث، فقہ، اور عربی زبان کے ساتھ ساتھ جدید علوم (سائنس، ریاضی، طب، انجینئرنگ، معاشیات) کو بھی شامل کیا جائے۔

مقصدیت کا اصول

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4 No.1 2026

ISSN P : 3006-3329
ISSN E : 3006-3337

نصاب کا ہر مضمون ایک مقصد کے تحت پڑھایا جائے۔ نصاب کا مقصد "عبد صالح" اور "خلیفۃ اللہ" کی تربیت ہو۔ ہر مضمون کو اس مقصد سے جوڑا جائے۔

تدریج کا اصول: نصاب کو مراحل میں تقسیم کیا جائے۔ ابتدائی سطح پر بنیادی علوم، پھر متوسط سطح پر تفصیلی علوم، اور اعلیٰ سطح پر تخصصی علوم پڑھائے جائیں۔

عملیت کا اصول: نصاب میں عملی تربیت کو شامل کیا جائے۔ ہر مضمون کے ساتھ عملی حصہ (practical) لازمی ہو۔

اخلاقیات کا انضمام: اخلاقیات کو الگ مضمون کے بجائے ہر مضمون میں شامل کیا جائے۔ جب سائنس پڑھائی جائے تو اس کے ساتھ سائنس دان کی اخلاقی ذمہ داریاں بھی پڑھائی جائیں۔

نصاب کی تجویز

ابتدائی سطح (پہلی سے پانچویں جماعت)

(قرآن (ناظرہ، ترجمہ، بنیادی تفسیر ·

حدیث (40 احادیث مع ترجمہ)·

عقائد (بنیادی عقائد)·

عربی زبان (بنیادی قواعد)·

اردو، انگریزی، ریاضی، سائنس (بنیادی سطح)·

اخلاقیات (بنیادی اخلاقی اسباق)

متوسط سطح (چھٹی سے دہم جماعت)

قرآن (حفظ، ترجمہ، منتخب آیات کی تفسیر)·

حدیث (مختصر کتب حدیث ·

فقہ (عبادات و معاملات)·

سیرت (تفصیلی سیرت)·

عربی زبان (متوسط قواعد)·

اردو، انگریزی، ریاضی، سائنس (متوسط سطح)·

اسلامی تاریخ ·

اعلیٰ سطح (گیارہویں سے چودہویں جماعت)

تخصصی علوم۔ قرآن، حدیث، فقہ، یا سائنس، طب، انجینئرنگ وغیرہ

تحقیق اور مقالہ نگاری ·

عملی تربیت (انٹرن شپ)·

اساتذہ کی تربیت کا اسلامی ماڈل

اساتذہ کی تربیت تعلیمی نظام کی اصلاح کی بنیاد ہے۔ سیرت النبی ﷺ اساتذہ کی تربیت کے لیے درج ذیل ماڈل فراہم کرتی ہے:

علمی تربیت

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4 No.1 2026

ISSN P : 3006-3329
ISSN E : 3006-3337

استاد کو اپنے مضمون کی مکمل علمی مہارت حاصل ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو ہر فن کی تعلیم دی۔ آپ ﷺ نے معاذ بن جبلؓ کو یمن بھیجتے وقت ان کی علمی قابلیت کو مد نظر رکھا۔

اخلاقی تربیت

استاد کی اخلاقی تربیت پر خصوصی توجہ دی جائے۔ استاد خود اخلاق کا نمونہ ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "أدبني ربي فأحسن تأديبي" (میرے رب نے میری تربیت کی اور بہترین تربیت کی)۔

روحانی تربیت

استاد کی روحانی تربیت کی جائے۔ استاد اپنے طلبہ کے لیے دعا کرنے والا ہو۔

عملی تربیت

استاد کو عملی طور پر تربیت دی جائے۔ اسے تدریسی مشق (teaching practice) کروائی جائے۔

نفسیاتی تربیت

استاد کو بچوں کی نفسیات سے آگاہ کیا جائے۔ وہ سمجھے کہ ہر بچے کی ذہنی سطح اور فہم مختلف ہے۔

مستقل تربیت

اساتذہ کی تربیت ایک بار نہیں بلکہ مستقل ہو۔ انہیں ریفریشر کورسز، ورکشاپس، اور سیمینارز کا اہتمام کیا جائے۔

اساتذہ کی تربیت کا منصوبہ:

پہلا مرحلہ (انتخاب): ایسے افراد کا انتخاب جو نہ صرف علمی اعتبار سے مستحق ہوں بلکہ اخلاقی اور روحانی اعتبار سے بھی بلند ہوں۔

دوسرا مرحلہ (بنیادی تربیت): چھ ماہ کا بنیادی تربیتی کورس جس میں علمی، اخلاقی، روحانی، اور عملی تربیت شامل ہو۔

تیسرا مرحلہ (تخصصی تربیت): تین ماہ کا تخصصی کورس جس میں استاد کو اس کے مضمون کی گہری تربیت دی جائے۔

چوتھا مرحلہ (عملی تربیت): چھ ماہ کی عملی تربیت (انٹرن شپ) جس میں استاد کو اسکول میں عملاً تدریس کروائی جائے۔

پانچواں مرحلہ (استمراری تربیت): ہر سال ریفریشر کورسز اور ورکشاپس کا اہتمام کیا جائے۔

طلبہ کی شخصیت سازی: طلبہ کی شخصیت سازی تعلیم کا اصل مقصد ہے۔ سیرت النبی ﷺ طلبہ کی شخصیت سازی کے لیے درج ذیل اصول فراہم کرتی ہے:

عقیدہ کی اصلاح: پہلے مرحلے میں طالب علم کے عقیدہ کی اصلاح کی جائے۔ اسے توحید، رسالت، اور آخرت کا یقین دلایا جائے۔

عبادت کی پابندی: طالب علم کو نماز، روزہ، زکات، اور دیگر عبادات کی پابندی کا عادی بنایا جائے۔

اخلاقی تربیت: طالب علم کو سچائی، ایمانداری، دیانت داری، حسنِ اخلاق، اور دیگر اخلاقیات سکھائی جائیں۔

علمی تربیت۔ طالب علم کو علم حاصل کرنے کا شوق دلایا جائے۔ اسے تحقیق، تنقیدی سوچ، اور تجزیہ کی صلاحیتیں سکھائی جائیں۔

عملی تربیت: طالب علم کو عملی زندگی کے لیے تیار کیا جائے۔ اسے ہنر سکھائے جائیں۔

جسمانی تربیت: طالب علم کی جسمانی تربیت پر بھی توجہ دی جائے۔ اسے کھیل کود، ورزش، اور صحت مند زندگی کا عادی بنایا جائے۔

طلبہ کی شخصیت سازی کا منصوبہ:

عمر مرحلہ تربیت

3-6 سال بنیادی تربیت عقائد کی بنیاد، عادات کی تربیت، اخلاقی اقدار

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4 No.1 2026

ISSN P : 3006-3329
ISSN E : 3006-3337

6-12 سال علمی تربیت قرآن، حدیث، اسلامی علوم، بنیادی جدید علوم

12-18 سال تخصصی تربیت تخصص کا انتخاب، گہری علمی تربیت

18-25 سال عملی تربیت عملی زندگی کے لیے تیاری، ہنر، پیشہ ورانہ تربیت

تعلیمی پالیسی اور ریاستی ذمہ داری

ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ تعلیمی نظام کو سیرت النبی ﷺ کے مطابق ترتیب دے۔ اس سلسلے میں درج ذیل تجاویز ہیں:

تعلیم کو فرض قرار دیا جائے: ریاست ہر بچے کو تعلیم فراہم کرنا یقینی بنائے۔ رسول اللہ ﷺ نے تعلیم کو ہر مسلمان پر فرض قرار دیا ہے۔

یکساں تعلیمی نظام: ریاست یکساں تعلیمی نظام متعارف کرائے جس میں دینی اور دنیوی علوم کا توازن ہو۔

تعلیم کا بجٹ: ریاست تعلیم کے لیے مناسب بجٹ مختص کرے۔ GDP کا کم از کم 4٪ تعلیم پر خرچ کیا جائے۔

اساتذہ کی تربیت: ریاست اساتذہ کی تربیت کے لیے ادارے قائم کرے۔

نصاب کی اصلاح: ریاست نصاب کو اسلامی اصولوں کے مطابق ترتیب دے۔

تعلیمی اداروں کا معیار: ریاست تعلیمی اداروں کے معیار کو یقینی بنائے۔

طلبہ کے لیے وظائف: مستحق طلبہ کے لیے وظائف کا اہتمام کیا جائے۔

مسجد اور مدرسہ کا ربط: مسجد اور مدرسے کے درمیان ربط پیدا کیا جائے۔

نتائج تحقیق

اس تحقیقی مقالے کے درج ذیل نتائج برآمد ہوئے ہیں:

سیرت النبی ﷺ ایک مکمل تعلیمی نظام ہے: رسول اللہ ﷺ کا تعلیمی منہج نہ صرف اپنے زمانے کے لیے مکمل تھا بلکہ آج کے جدید دور میں بھی مکمل طور پر قابلِ اطلاق ہے۔

اخلاقی تربیت تعلیم کا لازمی جزو ہے: اسلامی تعلیم میں اخلاقی تربیت کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ جدید تعلیم میں اخلاقیات کو نظر انداز کیا جا رہا ہے جس کی وجہ سے معاشرتی بدعنوانی میں اضافہ ہو رہا ہے۔

استاد کا کردار صرف معلومات فراہم کرنا نہیں: استاد انبیاء کا وارث، مربی، اور رہنما ہے۔ استاد کی اخلاقی، روحانی، اور عملی تربیت ضروری ہے۔

عملی تعلیم اسلامی تعلیم کا حصہ ہے: رسول اللہ ﷺ نے تعلیم کو عملی نمونوں کے ساتھ دیا۔ جدید تعلیم میں عملی تربیت کو فروغ دینے کی ضرورت ہے۔

انفرادی تربیت کا اصول: ہر طالب علم کی صلاحیت، فہم، اور ذہنی سطح کے مطابق تعلیم دی جانی چاہیے۔

نصاب میں توازن ضروری ہے: دینی اور دنیوی علوم میں توازن ہونا چاہیے۔ نصاب کو سیرت کے اصولوں کے مطابق ترتیب دیا جائے۔

تعلیمی ماحول کی اہمیت: مسجد نبوی کا تعلیمی ماحول (عبادت و تعلیم کا امتزاج، اجتماعی تعلیم، کھلا ماحول) آج کے تعلیمی اداروں میں پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

ریاست کی ذمہ داری: ریاست تعلیمی نظام کو سیرت کے مطابق ترتیب دینے کی ذمہ دار ہے۔

سفارشات

مندرجہ ذیل سفارشات پیش کی جاتی ہیں:

نصاب کے حوالے سے:

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4 No.1 2026

ISSN P : 3006-3329
ISSN E : 3006-3337

نصاب کو سیرت النبی ﷺ کے اصولوں کے مطابق ترتیب دیا جائے۔

دینی اور دنیوی علوم میں توازن پیدا کیا جائے۔

اخلاقیات کو ہر مضمون کا حصہ بنایا جائے۔

نصاب میں عملی تربیت کو شامل کیا جائے۔

نصاب کو مراحل میں تقسیم کیا جائے (ابتدائی، متوسط، اعلیٰ)

اساتذہ کے حوالے سے:

اساتذہ کی تربیت کے لیے ادارے قائم کیے جائیں۔

اساتذہ کی اخلاقی، روحانی، اور عملی تربیت پر توجہ دی جائے۔

اساتذہ کو مستقل تربیت فراہم کی جائے (ریفریشر کورسز

اساتذہ کے لیے مناسب تنخواہوں اور مراعات کا اہتمام کیا جائے۔

استاد کو "مربی" کا درجہ دیا جائے، نہ کہ صرف "معلم" کا۔

تعلیمی اداروں کے حوالے سے:

تعلیمی اداروں کو مسجد نبوی کے نمونے پر ترتیب دیا جائے (عبادت و تعلیم کا امتزاج/۔

مردوں اور عورتوں کے لیے الگ تعلیمی ادارے ہوں۔

تعلیمی اداروں میں کھلا اور غیر رسمی ماحول ہو۔

تعلیمی اداروں میں مشاورتی نظام (counseling system) متعارف کرایا جائے۔

ریاستی سطح پر:

تعلیم کو فرض قرار دیا جائے اور ہر بچے کو تعلیم فراہم کی جائے۔

یکساں تعلیمی نظام متعارف کرایا جائے۔

تعلیم کے لیے GDP کا کم از کم 4% مختص کیا جائے۔

تعلیمی پالیسی کو سیرت النبی ﷺ کے مطابق ترتیب دیا جائے۔

طلبہ کے حوالے سے:

طلبہ کی عقیدہ، عبادت، اخلاق، علم، عمل، اور جسمانی تربیت پر توجہ دی جائے۔

طلبہ کو تحقیق، تنقیدی سوچ، اور تجزیہ کی صلاحیتیں سکھائی جائیں۔

طلبہ کے لیے وظائف اور قرضہ حسنہ کا اہتمام کیا جائے۔

طلبہ کو عملی زندگی کے لیے تیار کیا جائے (ہنر، پیشہ ورانہ تربیت)

نتیجہ

سیرت النبی ﷺ تعلیم کے ہر پہلو کے لیے مکمل راہنمائی فراہم کرتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے تعلیم کو تدریج، حکمت، عملی مثال، اور فرد کی نفسیات کے مطابق پیش کیا۔ آپ ﷺ نے تعلیم کا مقصد "عبد صالح" اور "خلیفۃ اللہ" کی تربیت قرار دیا۔ موجودہ تعلیمی نظام میں اخلاقی زوال، مقصدیت کا فقدان، استاد و شاگرد کے تعلق کا

زوال، اور علم و عمل کے درمیان خلیج جیسے مسائل ہیں۔ ان مسائل کا واحد حل سیرت النبی ﷺ کی طرف رجوع ہے۔ اگر ہم سیرت کے تعلیمی اصولوں کو اپنا لیں تو نہ صرف امت مسلمہ کے تعلیمی مسائل حل ہو سکتے ہیں بلکہ پوری انسانیت کے تعلیمی مسائل کا حل بھی اس میں موجود ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم سیرت النبی ﷺ کو صرف پڑھنے تک محدود نہ رکھیں بلکہ اسے عملی زندگی میں، خاص طور پر تعلیمی نظام میں نافذ کریں۔ تب ہی ہم ایک ایسی نسل تیار کر سکتے ہیں جو دنیا میں اللہ کی خلافت کا حق ادا کر سکے اور آخرت میں کامیاب ہو سکے۔

وماتوفیقی الا باللہ۔

مصادر و مراجع

قرآن کریم

احادیث کی کتب:

Al-Bukhari, Muhammad ibn Ismail. Sahih al-Bukhari. Beirut: Dar Tawq al-Najat, 2002.

Muslim ibn al-Hajjaj. Sahih Muslim. Beirut: Dar Ihya al-Turath, 2006.

Abu Dawud, Sulayman ibn al-Ash'ath. Sunan Abi Dawud. Beirut: Dar al-Risalah al-'Ilmiyyah, 2009.

Al-Tirmidhi, Muhammad ibn Isa. Sunan al-Tirmidhi. Cairo: Dar al-Hadith, 2005.

Ibn Majah, Muhammad ibn Yazid. Sunan Ibn Majah. Beirut: Dar al-Fikr, 2008.

Malik ibn Anas. Al-Muwatta. Cairo: Dar Ihya al-Turath, 2004.

سیرت کی کتب:

Ibn Hisham, Abdul Malik. Sirat Rasul Allah. Cairo: Dar al-Kutub, 1990.

Ibn Kathir, Ismail ibn Umar. Al-Sirah al-Nabawiyyah. Beirut: Dar al-Ma'rifah, 2003.

Al-Mubarakpuri, Safiur Rahman. Al-Raheeq al-Makhtum. Cairo: Dar al-Hilal, 2002.

تعلیمی کتب:

Al-Attas, Syed Muhammad Naquib. The Concept of Education in Islam. Kuala Lumpur: ISTAC, 1999.

· Al-Ghazali, Abu Hamid. Ihya' Ulum al-Din. Beirut: Dar al-Ma'rifah, 2005.

· Ibn Taymiyyah, Taqi al-Din. Majmu' al-Fatawa. Riyadh: King Fahd Complex, 2004.

· Faruqi, Ismail Raji. Islamization of Knowledge. Herndon: IIIT, 1982.

· Rosenthal, Franz. Knowledge Triumphant: The Concept of Knowledge in Medieval Islam. Leiden: Brill, 2007.

مقالات و تحقیقات:

· Hussain, Musharraf. "The Prophetic Model of Education". Islamic Studies Journal, Islamabad: Islamic Research Institute, 2018.

· Khan, Muhammad Akram. "Character Building in Islamic Education". Al-Qalam, Lahore: University of the Punjab, 2019.